روزہ دار کے حلق میں دھول جانے کا حکم

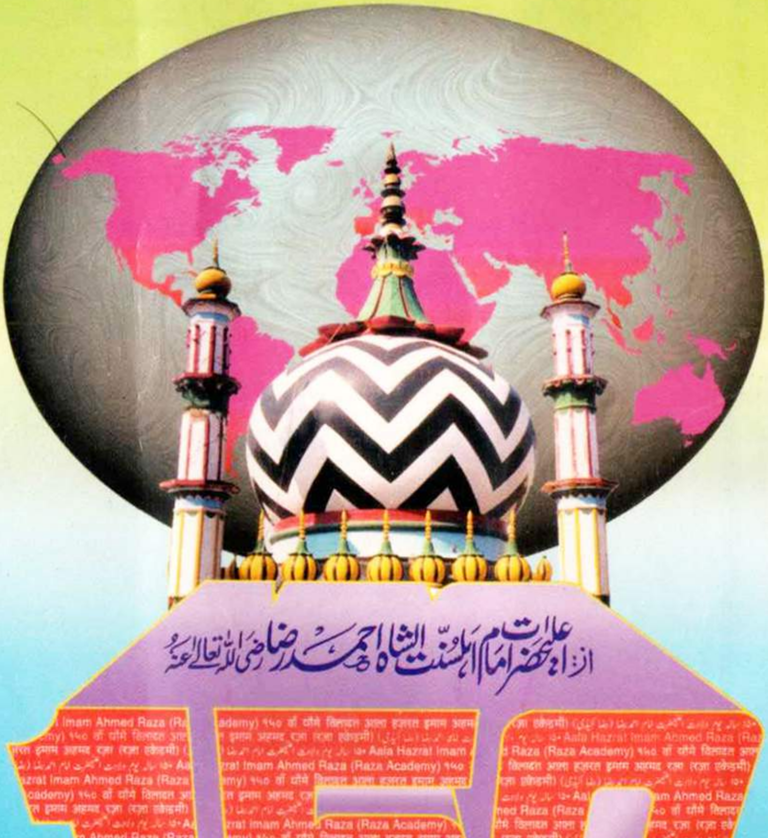

از: اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

الاعلام بحال البخور فی الصیام

۱۳۱۵ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

فون: ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت ۲۹۱

نام کتاب ——— الاعلام بحال البخور فی الصیام
۱۳۱۵ھ

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ——— حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج وتصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی

سن اشاعت ——— ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی ۲۶ رکامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

طباعت ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

الاعلام بحال البخور فی الصیام

۱۳ھ ۱۵

(حالتِ روزہ میں دُھونی لینے کے بارے میں اطلاع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما

مسئلہ از جوناگڑھ کاٹھیاواڑ سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کامل عارف باللہ کے مقبرہ میں بارہ بارہ چند حضرات مل کر بعد ۴ بجے دن کے فاتحہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور بوقتِ فاتحہ ہمیشہ مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر لوبان بھی جلایا جاتا ہے اور حاضرین مزار شریف کے قریب کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھتے ہیں مگر حضار میں سے کسی شخص کا ارادہ خوشبو یا دُھواں لینے کا ہرگز نہیں ہوتا، اگر بغیر قصد وارادے کے دُھواں ناک وحلق وغیرہ میں چلا جائے تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟ ماہِ رمضان المبارک میں ایک شخص نے بیان کیا کہ اس خفیف دُھوئیں سے روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم آیا، اور جہاں لوبان جلتا ہے روزہ دار وہاں سے علیحدہ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ مکان ایک ہے۔
بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للّٰہ الذی فرض علینا الصیام طھرا وجعل ھذا الدین یسرا والصلوۃ والسلام علی اطیب ریحان الرحمان طیبا ونشرا وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین من اقتفاھم لایصل الیہ دخان الضلال وردا ولاصدرا۔

تمام تعریف اللہ عزوجل کی جس نے طہارت کے لیے ہم پر روزے فرض فرمائے اور اس دین کو آسان بنایا، اور صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو خوشبو کے لحاظ سے رحمان کے تمام گلستان میں اعلٰی ہیں، اور آپ کے آل واصحاب پر جنھوں نے آپ کی اس طرح اتباع کی کہ انھیں کسی بھی طرف سے گمراہی کی کوئی غبار لاحق نہ ہوسکے۔ (ت)

متون وشروح وفتاوٰی عامۂ کتب مذہب میں جن پر مدارِ مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دُھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگرچہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا۔ وقایہ[۱] ونقایہ[۲] واصلاح[۳] وملتقی[۴] وتنویر وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاصلاح دخل غبار او دخان او ذباب حلقہ لم یفطر[۱]

اصلاح کے الفاظ یہ ہیں: حلق میں اگر غبار، دُھواں یا مکھی داخل ہوگئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا (ت)

غرر[۵] متن درر میں ہے:

دخل حلقہ غبار او دخان او ذباب ولو ذاکرا لم یفسد[۲]

روزہ دار کے حلق میں غبار، دُھواں یا مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا (ت)

بدایہ[۶] وہدایہ[۷] ووافی[۸] وکافی[۹] میں ہے:

واللفظ للکافی لو دخل حلقہ ذباب وھو ذاکر لصومہ یفسد قیاسا لوصول المفطر الی جوفہ وکونہ ممالایتغذی لاینافی الفساد کالتراب وفی الاستحسان لایفسد لانہ لایمکن التحرز عنہ فان

کافی کی عبارت یہ ہے روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ قیاسًا فاسد ہوجائے گا ــــــ اس لئے کہ روزہ توڑنے والی چیز اس کے حلق میں چلی گئی اور اس کا غذا والی چیز نہ ہونا فساد کے منافی نہیں جیسا کہ مٹی کا حکم ہے اور استحسانًا روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے،

---

[۱] درمختار باب یفسد الصوم مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

[۲] غرر مع درر الحکام باب موجب الافساد احمد کامل الکائنۃ دارالسعادۃ بیروت ۱/۲۰۲

الصائم لا یجد بدا من ان یفتح فمه لیتکلم فصار کالغبار والدخان[1]

کیونکہ روزہ دار کو بات کرنے کے لیے مُنہ کھولنا پڑتا ہے تو مکھی کا حکم غبار اور دُھوئیں کی طرح ہے۔ (ت)

فتح القدیر[11] میں ہے:

قوله فاشبه الغبار والدخان اذا دخلا فی الحلق فانه لایستطاع الاحتراز عن دخولهما لدخولهما من الانف اذا طبق الفم وصار ایضا کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة[2]

مصنف کا قول مکھی کا داخل ہونا غبار اور دھوئیں کی طرح ہے کیونکہ جب وہ حلق میں داخل ہوجائیں تو ان کے دخول سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، منہ اگر بند بھی ہو تو وہ ناک کے ذریعے داخل ہوجائیں گے اور یہ اس تری کی مانند بھی ہے جو کُلی کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔ (ت)

نور الایضاح[12] متن امداد الفتاح میں ہے:

لایفسد الصوم لو دخل حلقه دخان بلاصنعه او غبار ولو غبار الطاحون او ذباب او اثر طعم الادویة فیه وهو ذاکر لصومه[3]

ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب حلق میں بلاقصد دُھواں داخل ہوجائے یا غبار خواہ وہ آٹے کی چکی کا ہو یا مکھی یا دوائیوں کے ذائقے کا اثر منہ میں داخل ہوجائے اگرچہ روزہ دار کو روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (ت)

خانیہ[13] وخلاصہ[14] وخزانۃ المفتین[15] میں ہے:

واللفظ للخانیة اذا دخل الدخان او الغبار او ریح العطر او الذباب حلقه لا یفسد صومه[4]

خانیہ کی عبارت یہ ہے: حلق میں دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا مکھی داخل ہوجائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (ت)

سراج الوہاج[16] وہندیہ[17] میں ہے:

---

[1] ہدایۃ — باب ما یوجب القضاء والکفارۃ — المکتبۃ العربیۃ کراچی — ۱/۱۹۸

[2] فتح القدیر — " " — نوریہ رضویہ سکھر — ۲/۲۵۸

[3] نور الایضاح — ما لایفسد الصوم — مطبع علیمی، لاہور — ص ۶۴

[4] فتاوٰی قاضی خان — الفصل فیما لایفسد الصوم — منشی نولکشور لکھنؤ — ۱/۹۸

لودخل حلقه غبار الطاحونة اوطعم الادوية اوغبار الهرس واشباهه، اوالدخان اوماسطع من غبار التراب بالريح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم یفطره[1]۔

اگر روزہ دار کے حلق میں چکی کا غبار، ادویات کا ذائقہ، گھوڑے کے دوڑنے یا اس کی ہم مثل کی غبار، دھواں، ہوا کے ذریعے اڑنے والی، چوپایوں اور اس کے ہم مثل کی وجہ سے اڑنے والی غبار چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ت)

وجیز[18] و القردی[19] و واقعات المفتین[20] میں ہے:

دخل الذباب اوالدخان اوالغبار حلقه اوبقی بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم یفطره[2]۔

روزہ دار کے حلق میں مکھی، دھواں یا غبار چلی گئی یا کُلی کے بعد تری منہ میں رہ گئی اور اسے وہ تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا (ت)

ہاں اگر صائم اپنے قصد و ارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شئے کا دھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیان صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متصل کرکے دھواں سونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔ درمختار[21] میں ہے:

مفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطرای دخان کان ولو عودا او عنبرا لو ذاکرا لامکان التحرز عنه فلیتنبه له کما بسطه الشرنبلالی[3]۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے بقصد اپنے حلق میں دھواں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دھواں عود یا عنبر کا ہو، اگر اسے روزہ یاد ہو کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے اس پر متنبہ رہنا چاہئے، جیسا کہ اس پر شرنبلالی سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام[22] و امداد الفتاح[23] و مراقی الفلاح[24] تینوں کتابوں میں فرمایا:

وهذا اللفظ المراقی وفیما ذکرنا اشارة الی انه من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة کان الادخال فسد صومه،

مراقی الفلاح کی عبارت یہ ہے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ارادۃً حلق میں دھواں داخل کیا خواہ ادخال کی کوئی صورت

---

[1] فتاوٰی ہندیہ — الباب الرابع فیما یفسد الصوم — نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۰۳

[2] فتاوٰی القرویہ — کتاب الصوم — دارالاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ۱/۱۵

[3] درمختار — باب ما یفسد الصوم — مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

سواء کان دخان عنبر او عود او غیرھما حتی من تبخر ببخور فآواہ الی نفسه و اشتم دخانا ذاکرا لصومه افطر لامکان التحرز عن ادخال المفطر جوفه ودماغه وھذا ممایغفل عنه کثیرمن الناس فلیتنبه له ولایتوھم انه کشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسك و شبھه وبین جوھر دخان وصل الی جوفه بفعله۔[1]

ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دھواں عنبر، عود یا ان کے ہم مثل کسی کا ہو حتی کہ جس نے دھونی سلگائی اور اپنے قریب کرکے اس کا دھواں سونگھا حالانکہ روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں پیٹ اور دماغ کو روزہ توڑنے والی شے سے محفوظ رکھنا ممکن ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں لہذا اس پر خصوصی توجہ دیجئے، یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ تو پھول اور کستوری سونگھنے کی طرح ہی ہے کیونکہ خوشبو کی مہک اور جوہر دخان میں بخوارادۃً جوف میں جائے بڑا واضح فرق ہے (ت)

اسی طرح رد المحتار[25] میں امداد الفتاح اور طحطاوی[26] میں غنیہ سے نقل فرماکر مقرر رکھا۔ مجمع الانہر[27] شرح ملتقی الابحر میں ہے:

علی ھذا الو ادخل حلقه فسد صومه حتی ان من تبخر ببخور فاستشم دخانه فادخله حلقه ذاکرا لصومه افطر لانھم فرقوا بین الدخول والادخال فی مواضع عدیدۃ لان الادخال عمله والتحرز ممکن ویؤیدہ قول صاحب النھایة اذا دخل الذباب جوفه لایفسد صومه لانه لم یوجد ماھو ضد الصوم وھو ادخال الشیئ من الخارج الی الباطن وھذا مما یغفل عنه کثیر فلیتنبه له۔[2]

اس بناء پر اگر کسی روزہ دار نے مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کو اپنے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ فاسد ہوجائیگا حتی کہ جس نے بخور کے ساتھ دھونی دی اور اس کا دھواں سونگھا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے حلق میں داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ فقہاء نے متعدد جگہ پر دخول اور ادخال میں فرق کیا ہے کیونکہ ادخال صائم کا اپنا عمل ہے جس سے بچنا ممکن ہے اس کی تائید صاحب نہایہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب مکھی پیٹ میں داخل ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو روزہ کی ضد ہو اور وہ خارج سے کسی شے کا باطن میں داخل کرنا ہے اس سے بہت سے لوگ غافل ہیں لہذا اس پر توجہ چاہیئے۔ (ت)

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱-۶۲

[2] مجمع الانہر باب موجب الفساد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵

حاشیۃ الکنز[۲۵] للعلامۃ السید ابی السعود الازہری پھر طحطاوی علی المراقی میں ہے :

واللفظ للاول قوله او دخل حلقه غبار و التقييد بالدخول للاحتراز عن الادخال ولهذا صرحوا بان الاحتواء على المبخرة مفسد[۱]	قولہ "دخل حلقہ غبار" دخول کی قید ادخال سے احتراز کے لیے اسی لیے فقہاء نے تصریح کی کہ بخوردان پر محتوی ہونا مفسد روزہ ہے۔ (ت)

بالجملہ مسئلہ غبار و دخان میں دخول بلا قصد و ادخال بالقصد پر مدارِ کار ہے۔ اول اصلاً مفسد صوم نہیں اور ثانی ضرور مفطر، اور بداہۃً واضح کہ صورت مذکورہ سوال صورتِ دخول ہے نہ کہ شکلِ ادخال، تو اس میں انتقاضِ صوم کا حکم محض بے سند و بے اصل خیال۔

اقول وباللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذری التحقیق تحقیقِ مقام وتنقیحِ مرام بتوفیق الملک العلام یہ ہے کہ حقیقت صوم امساک عن المفطرات الشرعیہ میں محصور اور تکالیفِ شرعیہ قدر وسع پر مقصور، اور انتفائے حقیقت کو انتفائے شئے قطعاً لازم وضرور، جس میں ضرورت وعدم ضرورت کا تفرقہ عقلاً و نقلاً باطل ومہجور، مثلاً حقیقتِ نکاح ایجاب وقبول ہے اگرچہ جانبِ ولی سے، اب اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں نہ کوئی ولی نہ حاکم اسلام اور بوجہ شدتِ احتیاج زن حالت تا بجنونِ حقیقی پہنچے کہ اہلیت تصرف سے خارج ہوجائے تو اس ضرورتِ شدیدہ کے لحاظ سے ہرگز روا نہ ہوگا کہ کوئی عورت بمجرد ایجاب بے قبول اس کی زوجہ بن جائے یا حقیقت زکوٰۃ کہ تملیک فقیر الخ ہے، اگر کہیں ایسا ہو کہ مصرف کوئی نہ ملے جیسا کہ زمان برکت نشان سیدنا مسیح کلمۃ اللہ صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں ہونے والا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ براہِ ضرورت زکوٰۃ اپنی حقیقت سے منسلخ ہوکر کسی غنی کو دینا زکوٰۃ قرار پائے، ارکان ساقطہ بضرورت حقیقت ارکان سعت ہوتے ہیں نہ ارکان اصل حقیقت، ورنہ تحقق شئے بے حقیقت شئ محال عقلی ہے تو منافیاتِ سنخ ذات میں ضرورت و بے ضرورت سے تفرقہ نہیں کرسکتے، اب ہم ان اشیاء کو جو خارج سے جوفِ صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کو پاتے ہیں ان میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا، بعض وہ جن سے احیاناً تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نامقدور، جیسے دخولِ غبار و دخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیونکر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے اور تمام

---

[۱] فتح المعین حاشیہ علی شرح ملا مسکین باب ما یفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۳۱
طحطاوی علی مراقی الفلاح باب فی بیان ما لا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جا بجا لیے پھرتی ہے، آدمی مُنہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہو سکتے ہیں اور بعض وہ جن سے ہمیشہ تحرز کر سکتا ہے اگرچہ نادراً بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام وشراب، اور انھیں دخان وغبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں، شرع مطہر نے کہ حکیم و رحیم ہے جس طرح قسم اول کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیف روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکمِ فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقتِ ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقائے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماعِ ذات ومنافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارۂ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظرِ ضرورت حکمِ افطار ساقط فرمایا مثلاً کتبِ فقہیہ پر نظر ڈالیے،

اولاً بیمار قریبِ مرگ ہو گیا مجبوراً دوا پی ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کر دیا مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہُوا۔

ثانیاً ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کر دے گا کیسی سخت ضرورت ہے حکم ہوگا کھالے مگر یہ نہ ہوگا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثاً مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے مردار سے مردار حرام سے حرام میں اثم زائل، اور بقدر حفظ رمق تناول فرض ہُوا مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورتِ صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعاً سوتا مرا برابر ہوتا ہے النوم اخو الموت (نیند موت کی بہن ہے۔ت) سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی بقائے صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا، غرض خادمِ فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت و عدمِ ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظِ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہو جائے مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن، تو ثابت ہُوا کہ اس اصل اجماعی عقل و نقل و قاعدہ شرعیہ آیۂ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا[1] (اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ت) نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راسًا عداد مفطرات سے مہجور اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔ بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر منیر سے روشن ہُوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ

---

[1] القرآن ۲/ ۲۸۶

کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مفطر و مکروہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہوسکتی، یُونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی درکار نہیں بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بنا پر وُہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل و تفریقِ اوقات و حالاتِ ضرورت نہیں کرسکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً و نقلاً باطل کرچکے، بس دخولِ دخان و غبار بے قصد و اختیار کبھی کہیں پایا جائے اصلاً مفسدِ صوم نہیں ہوسکتا، نہ اس کہنے کی گنجائش کہ فلاں جگہ اتفاق دخول وہاں جانے سے ہوا نہ جاتا نہ ہوتا، اور جانا قصداً تھا تو ممکن الاحتراز ہُوا۔ امام کردری وجیز میں فرماتے ہیں :

اذا بقی بعد المضمضۃ ماء فابتلعہ بالبزاق ثم لم یفطر لتعذر الاحتراز[1]۔

اگر کُلی کے بعد منہ میں کچھ پانی باقی رہ جائے اور روزہ دار اسے تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں (ت)

فتح سے اسی مسئلہ میں گزرا :

صار کبلل یبقی فی فیہ بعد المضمضۃ[2]۔

یہ اس تری کی طرح ہے جو کُلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے۔ (ت)

شرنبلالیہ میں امام زیلعی سے ہے :

اذا دخل حلقہ غبار او ذباب وھو ذاکر لصومہ لایفطر لانہ لایقدر علی الامتناع عنہ فصار کبلل یبقی فی فیہ بعد المضمضۃ[3]۔

جب روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکّھی داخل ہوجائے اگرچہ اسے روزہ یاد ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنے پر قادر نہیں یہ اس تری کی طرح ہے جو کُلی کے بعد اس کے منہ میں باقی رہتی ہے (ت)

شرح الملتقی للعلامہ عبدالرحمٰن الرومی میں ہے :

انہ لایقدر علی الامتناع عنہ فانہ اذا اطبق الفم لایستطاع الاحتراز عن الدخول من الانف فصار کبلل یبقی فی

روزہ دار اسے روکنے پر قادر نہیں کیونکہ اگر منہ بند بھی رکھے پھر بھی ناک کے ذریعے غبار کے دخول سے احتراز کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ یُونہی جیسے کہ وُہ

---

[1] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۰
[2] فتح القدیر باب مایوجب القضاۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۵۸
[3] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

فیہ بعد المضمضۃ۔[1] | تری جو کُلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے (ت)

دیکھو کُلی کے بعد جو تری منہ میں باقی رہتی ہے اُسے بھی شرع نے اسی تعذرِ تحرز کی بنا پر مفطر نہ ٹھہرایا اب وہاں یہ لحاظ ہرگز نہیں کہ یہ کُلی خود بھی ممکن الاحتراز تھی یا نہیں، اگر محض بے ضرورت کُلی کی جب بھی وُہ تری ناقصِ صوم نہ ہوگی حالانکہ ضرور کہہ سکتے تھے کہ یہ اس کا دخول اس کُلی کرنے سے ہوا، نہ کرتا نہ ہوتا، اور کُلی بے ضرورت تھی تو ممکن الاحتراز ہُوا۔ بزازیہ میں ہے:

یکرہ ادخال الماء فی الفم بلاضرورۃ وفی ظاھر الروایۃ لاباس لان المقصود التطہیر فکان کالمضمضۃ۔[2] | بلاضرورت پانی کا منہ میں داخل کرنا مکروہ ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصود تطہیر ہے لہٰذا یہ کُلی کی طرح ہے (ت)

حدیہ کہ بے ضرورت کُلی کرنی ظاہر الروایۃ میں مکروہ بھی نہیں حالانکہ عنقریب آتا ہے کہ بے ضرورت نمک دیکھنے کے لیے شوربا چکھنا مکروہ و ناجائز ہے، تو وجہ وہی کہ شرع مطہر اسے شمار مفطرات سے خارج فرماچکی تو اب ضرورت و عدم ضرورت پر نظر نہ ہوگی نہ اس میں کسی مفطر کا احتمال پیدا ہوگا کہ کراہت آئے۔

ثم اقول وباللہ التوفیق اس پر تو عرشِ تحقیق مستقر ہُوا کہ دخول بلاصنعہ کیفما کان (بلاقصد دخول جیسے بھی ہو۔ ت) اصلاً صالح افطار نہیں، ولہٰذا علمائے کرام نے مدار فرق صرف دخول و ادخال پر رکھا، دخول کا کوئی فرد مفطر میں داخل نہ کیا کما سمعت من نصوصھم (جیسا کہ ان کی تصریحات آپ سُن چکے۔ ت) مگر یہاں ایک نکتہ دقیقہ اور ہے سبب شیئ مفضی الی الشیئ (شیئ کا سبب شیئ تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ ت) دو قسم ہے:

ایک مفضی کلیۃً یا غالباً جس کے بعد وقوع مسبب عادت متیقن یا مظنون بظن غالب ہو کہ فقہیات میں وُہ بھی ملتحق بالیقین۔

دوسرا مفضی نادراً جس کے بعد مسبب کبھی واقع ہوجائے، قسم اوّل کے قصد کو قصدِ مسبّب کہنا مستبعد نہیں کہ جب صاحبِ قصد کو معلوم کہ اس کے بعد مسبب ضرور یا اکثر واقع ہی ہوتا ہے اور اس نے سبب کا ارتکاب بالقصد کیا تو گویا وقوع سبب کا التزام کرچکا بایں معنی خیال کرسکتے ہیں کہ ایسا دخول داخل شق ادخال ہوگا، مگر قسم دوم ہرگز اس قابل نہیں، پُر ظاہر کہ یہ سبب کافی نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد وقوع مسبب

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب موجب الفساد داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵

[2] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۵

حالت شک واحتمال ہی میں آئے گا تو اس کے قصد کو مجازاً بھی قصد مسبب نہیں کہہ سکتے وھذا لایذھب عن عقل عاقل نبیہ فضلا عن فاضل فقیہ (یہ تو کسی عقل عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل فقیہ کے علم سے مخفی ہو۔ ت) حجتِ ساطعہ لیجئے کان میں بالقصد پانی کا ادخال اصح الاقوال پر مفسد صوم ہے مگر یہی ائمہ کرام جو بحالتِ قصد ادخالِ افساد وابطال کی تصحیح فرماتے ہیں نہانے یا دریا کے اندر جانے میں اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں ائمہ نے اصلاً اس کا اعتبار نہ فرمایا کہ اس دخولِ آب کا سبب نہانا یا غوطہ لگانا ہُوا اور یہ افعال اس نے بالقصد کئے تو گویا بالقصد پانی کان میں پہنچایا وجہ وہی ہے کہ یہ افعال غالباً دخولِ آب کے موجب نہیں ہوتے اگرچہ کبھی واقع ہوتا بھی ہے تو اُن کا قصد اس کا قصد نہیں ہوسکتا۔ خانیہ میں ہے:

لوخاض الماء فدخل الماء فی اذنہ لایفسد صومہ وان صب الماء فی اذنہ اختلفوا فیہ والصحیح ھو الفساد لانہ وصل الی الجوف بفعلہ فلا یعتبر فیہ صلاح البدن[1]۔

اگر پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کانوں میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کان میں پانی خود ڈالا تو اس بارے میں اختلاف ہے، مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ اس صورت میں پانی پیٹ تک اس کے عمل سے پہنچا ہے لہذا اس میں اصلاحِ بدن کا اعتبار نہیں ہوگا (ت)

فتاوٰی امام بزازی میں ہے:

خاض الماء فدخل اذنہ لایفسد بخلاف دخول الدھن وان صب الماء فی اذنہ افسدہ فی الصحیح لوجود الفعل لایعتبر صلاح البدن[2]۔

روزہ دار پانی میں غوطہ زن ہُوا، اس کے کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا بخلاف تیل کے دخول کے، اور اگر پانی کان میں ڈالا تو یہ صحیح قول کے مطابق روزہ کو فاسد کردے گا کیونکہ یہ اس کے اپنے عمل سے ہوا ہے، پس اس صورت میں اصلاحِ بدن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

جواہر الاخلاطی[3] میں ہے:

لواغتسل اوخاض فی الماء فدخل الماء اذنہ لایفسد صومہ بلاخلاف ولو ادخل الماء فی اذنہ ففیہ الاختلاف

اگر غسل کیا یا پانی میں غوطہ زن ہُوا تو پانی کان میں داخل ہوگیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر پانی کان میں خود داخل کیا تو اس میں اختلاف ہے

[1] فتاوٰی قاضیخان الفصل الخامس فیما لایفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۹۹
[2] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۹۸

والاصح هو الفساد لوصوله الی الدماغ و وصول مالا فیه صلاح البدن غیر معتبر کمالو ادخل خشبۃ فی دبرہ و غیبھا[1]۔

اصح قول یہ ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ یہ دماغ تک پہنچ جاتا ہے اور دماغ تک ایسی چیز کا پہنچنا جس میں اصلاح بدن نہ ہو غیر معتبر ہے، جیسا کہ اگر کسی نے اپنی دبر میں لکڑی داخل کی اور وُہ غائب ہوگئی (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الفساد اذا ادخل الماء اذنہ لا اذا دخل بغیر صنعہ کمااذا خاض نھرا[2]۔

روزے کا فساد تب ہوگا جب خود اپنے کان میں پانی داخل کرے، اپنے عمل کے بغیر پانی داخل ہونے سے فاسد نہ ہوگا جیسا کہ نہر میں غوطہ زن ہُوا۔ (ت)

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں کہ ایسے سبب کا قصد قصدِ مسبب نہیں، یہاں تک کہ اس صورت میں باوصف فعل سبب، وقوعِ مسبب کو بغیر صنعہ (اپنے عمل کے بغیر۔ ت) فرماتے ہیں۔ اب ہم اپنے مسئلۂ دائرہ کو دیکھیں تو کسی مکان میں جہاں بخور سلگتا ہو موضع بخور سے جدا و دُور جا کھڑا ہونا کہ دُھواں لینے کا قصد درکنار دُھوئیں کے پاس تک نہ ہو، ہرگز کسی عاقل کے نزدیک دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں ہوسکتا ورنہ واجب تھا کہ رمضان مبارک میں دن کو آگ روشن ہونا، شام کے لیے کچھ کھانا پکنا حرام و باعثِ افطارِ صیام ہوتا اس میں تو شاید خود یہ معترضین بھی شامل ہوں اور امکان احتراز ہی کی ہوس ہو اگرچہ عند التحقیق مفطرات میں اس کو دخل نہیں کما بیناہ بابین وجہ لا یحوم حوم حماہ شبھۃ (ہم نے اسے ایسی واضح وجہ کے ساتھ بیان کیا جسے شبہ کا کوئی جالا ڈھانپ نہیں سکتا۔ ت) تو وُہ بھی بداہۃً حاصل، کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ پکانا ہو سحری تک پکا رکھیں یا شام کے وقت بازاری اشیاء پر قناعت کریں خصوصاً اہلِ عرب کہ ویسے بھی کھجوروں پر قناعت کے عادی تھے، ہاں سحر کا پکا سرد ہوجاتا یا بازاری اشیاء میں مزہ نہ آتا، یہ عدم امکان احتراز نہ ہوا زبان کا مزہ ٹھہرا، کیا اس کے لیے روز روزے رکھ کر باطل کردینا حلال ہوجاتا، جس گھر میں دُھواں ہو وہاں موجود ہونا درکنار نصوصِ علماء شاہدِ عدل کہ خود کھانا پکانا، صبح سے شام تک روٹی لگانا بھی دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں،

اولاً قنیہ[3] و تاتارخانیہ[4] و بحر الرائق[5] و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں ہے:

---

[1] جواہر الاخلاطی — کتاب الصوم — قلمی نسخہ — ص ۴۷

[2] فتح القدیر — باب مایوجب القضاء — نوریہ رضویہ سکھر — ۲/۲۶۷

والنظم للدرّ لا یجوز ان یعمل عملا یصل به الی الضعف فیخبز نصف النھار و یستریح الباقی فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء[۱]

در کے الفاظ میں کوئی ایسا عمل جائز نہیں جو کمزور کردے تو نانبائی مثلاً یوں کرے کہ نصف دن روٹی پکائے اور باقی دن آرام کرے، پس اگر وہ شخص کہے کہ اس قدر عمل مجھے کفایت نہیں کرتا تو اس کی تکذیب کی جائے سردیوں کے سب سے چھوٹے دن ہیں (ت)

دیکھو نان پز کو فرماتے ہیں اگر گرمی کے دنوں میں سارے دن روٹی لگانے سے وہ ضعف پیدا ہو کر ادائے صیام میں خلل انداز ہو تو آدھے دن پکائے کہ چھوٹے دنوں میں دن بھر پکاتا تھا، نمازوں وغیرہ کے وقت نکال کر گرمیوں کا نصف دن اسی کے قریب قریب ہو جائے گا، یہ نہیں فرماتے کہ ضعف تو جب آئے گا آئے گا اور چوتھائی دن درکنار روٹی پکانے سے دُھواں جو حلق و دماغ میں جاکر روزہ ہی کھو دے گا۔

ثانیاً سراجیہ[۲] وغیرہا میں ہے:

امة افطرت فی رمضان متعمدة لضعف اصابها من عمل السید من طبخ او غیرہ کان واسعا وقضیة للمملوك ان یمتنع عما یعجزہ عن اداء الفرائض[۲]

وہ لونڈی جس نے اپنے مالک کی خدمت مثلاً کھانا پکانا وغیرہ سے پیدا ہونے والے ضعف کے پیش نظر مجبوراً روزہ توڑ دیا تو جائز ہے اور غلام کو یہ حکم ہے کہ وہ ایسے کاموں سے رُک جائے جو ادائے فرائض سے عاجز کر دینے والے ہوں (ت)

یہ فرمایا کہ کنیز کو پکانے وغیرہ کی محنت سے ضعف ایسا لاحق ہوا کہ مجبوراً روزہ توڑنا پڑا جائز ہے اور قضا رکھے، یہ کیوں نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی سبب افطار ہے، اور کنیز کو جائز نہیں کہ اس میں مولٰی کی اطاعت کرے۔ ظہیریہ[۳] و ولوالجیہ و بحرالرائق[۳] وغیرہا میں ہے:

للامة ان تمتنع من امتثال امر المولٰی اذا کان ذٰلك یعجزها عن اقامة الفرائض لانها مبقاة علی اصل الحریة فی حق الفرائض[۳]

لونڈی کے لیے مولٰی کے ایسے احکام سے رک جانا ہے جس سے وہ ادائے فرائض سے عاجز آجائیگی کیونکہ ادائے فرائض کے اعتبار سے وہ اصلاً آزاد ہے (ت)

---

[۱] درمختار | کتاب الصوم | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۵۲
[۲] فتاوٰی سراجیہ | 〃 | منشی نولکشور لکھنؤ | ص ۲۹
[۳] بحرالرائق | فصل فی العوارض | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۲/۸۲-۲۸۱

ثالثاً نورالایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

کرہ للصائم ذوق شئ لما فیہ من تعریض الصوم للفساد وکرہ مضغہ بلاعذر کالمرأۃ اذا وجدت من یمضغ الطعام لصبیہا کمفطرۃ لحیض، اما اذا لم تجد بدا منہ فلاباس بمضغہا لصیانۃ الولد وللمرأۃ ذوق الطعام اذا کان زوجہا سئ الخلق لتعلم ملوحتہ وان کان حسن الخلق فلا یحل لہما وکذا الامۃ قلت کذا الاجیر[1]

روزہ دار کے لیے کسی شَے کا چکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ روزہ کو فاسد کرنے کے درپے ہونا ہے۔ اسی طرح طعام کا چبانا بھی بلاعذر مکروہ ہے جیسے خاتون بچے کے لیے کسی دوسرے کو چبانے والا پالے (مثلاً حائضہ عورت کو پائے تو چبانا مکروہ ہے) عورت کو اگر چبانے کے سوا چارہ نہ ہو تو بچّے کی حفاظت کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور خاتون کے لیے طعام کا چکھنا بھی جائز ہے جبکہ خاوند بدخلق ہو تاکہ وہ نمک وغیرہ چکھ سکے اور شوہر حسنِ اخلاق والا ہے تو پھر چکھنا جائز نہیں۔ اور لونڈی کا حکم اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں اجیر بھی اسی حکم میں ہے (ت)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قولہ کذا الاجیر ای للطبخ[2]

قولہ "کذا الاجیر" یعنی کھانے پکانے کا مزدور۔ (ت)

کنز و بحر و نہر و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاولین کرہ ذوق شئ و مضغہ بلاعذر لما فیہ من تعریض الصوم للفساد ولا یفسد صومہ لعدم الفطر صورۃ ومعنی قید بقولہ بلاعذر لان الذوق بعذر لا یکرہ کما قال فی الخانیۃ فیمن کان زوجہا سئ الخلق اوسیدھا لاباس بان تذوق بلسانہا والمضغ بعذر بان لم تجد المرأۃ من یمضغ لصبیہا الطعام من حائض او نفساء اوغیرہما

پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے بلاعذر شئی کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فسادِ صوم کے درپے ہونا ہے، ہاں اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ صورۃً و معنیً افطار نہیں پایا گیا "بلاعذر" کی قید اس لیے لگائی ہے کہ عذر کی صورت میں چکھنا مکروہ نہیں جیسا کہ خانیہ میں اس عورت و لونڈی کے بارے میں ہے جس کا خاوند یا مولٰی بدخلق ہو، اگر ایسا عذر ہو تو زبان کے ساتھ چکھنے میں حرج نہیں اور چبانے میں عذر یہ ہے مثلاً کوئی خاتون نہیں جو بچے کے لیے

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

[2] حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

ممن لایصوم ولہ تجد طبیخا و لا لبنا حلیبا لا باس بہ للضرورۃ، الاترٰی انہ یجوز لہا الافطار اذا خافت علی الولد فالمضغ اولٰی[1] (ملخصاً)

طعام چبادے مثلاً حائضہ یا نفاس والی کوئی عورت یا جو روزہ دار نہ ہوں، اور نہ روٹی پکی ہوئی اور نہ دودھ میسر ہو تو اب ضرورت کے پیش نظر کوئی حرج نہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کسی خاتون کو بچے کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے، تو چبانا تو بطریق اولٰی جائز ہوگا۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذ قد یسبق شیئ منہ الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ انتھت[2] مختصرات۔

چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شئے حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔ گزشتہ عبارتیں اختصار کے ساتھ ختم ہوگئیں۔ (ت)

دیکھو کنیز مولٰی یا عورت شوہر کے لیے یا نان پز مزدوری پر روزے میں کھانا پکائے تو اسے نمک چکھنا جائز نہیں بتاتے جبکہ مولٰی و شوہر و مستاجر خوش خلق و حلیم ہوں کہ نمک کی کمی بیشی پر سختی نہ کریں گے اور کج خلق و بدمزاج ہوں تو روا رکھتے ہیں، اور بچے کو کوئی چیز چبا کر دینے میں شرط لگاتے ہیں کہ جب کوئی حیض یا نفاس والی عورت خواہ کوئی بے روزہ دار ایسا نہ ملے جو چبا سکے، نہ بچہ کو دودھ وغیرہ اشیاء جن میں چبانے کی حاجت نہ ہو دے سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ چکھنے چبانے سے روزہ جاتا نہیں بلکہ احتمال ہے کہ شاید حلق میں چلا جائے، لہذا بے ضرورت ناجائز ہوا مگر یہ نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی حلال نہیں۔ ابھی گزر چکا کہ غلام و کنیز ایسے احکام میں اطاعت مولٰی نہ کریں، پھر زن و اجیر تو دوسرے درجے میں ہیں، اور پُر ظاہر کہ نمک ہرگز حلق میں پہنچ جانے کا سبب کُلّی یا اغلبی کیسا، سبب مساوی بھی نہیں، ہاں احتمالِ قریب ہے۔ ولہذا محقق علی الاطلاق نے بلفظِ احتمال ہی تعبیر فرمایا۔ اب پکانے کی ان اجازتوں کا منشا دو حال سے خالی نہیں یا تو امر وہی ہے کہ دخولِ دخان جبکہ شرعاً دائرۂ مفطرات سے خارج ہو چکا مدار کار حقیقۃً قصد ادخال پر رہا، بغیر اس کے جب افطار ہی نہیں تو اس کے قرب و تعریض میں کراہت کیوں ہو، یا اگر قصد سبب اغلب قصد مسبب ٹھہرا تو وہ جب

---

[1] بحر الرائق باب ما یفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷۹-۸۰

[2] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۶۸

کہ دخولِ دخان کے لیے طبخ وغیرہ کی مسببیت اُس سے بھی اضعف ونادرتر ہو جو دخول شوربا کے لیے ذوق کی اور فی الواقع تجربہ بھی اس کی ندرت کا گواہ، دُھواں جب حلق میں جاتا ہے اس کی تلخی محسوس ہوتی اور طبیعت کی دافعہ فوراً دفع کرتی ہے، اور جب دماغ میں جاتا اس کی سوزش معلوم ہوتی اور دماغ کو اذیت دیتی ہے۔ یہ حالت کھانا پکانے والوں کو شاذ و نادر واقع ہوتی ہے نہ کہ ہر وقت یا ہر روز، تو دُھوئیں سے دُور و جُدا کھڑا ہونا اور بھی زیادہ سبب شاذ تر ہوگا، اُس کے قصد کو قصدِ مسبب کہنا کیونکر ممکن، لاجرم یہاں اگر ہوگا تو وہی محض دخول جسے تمام کُتب میں تصریحاً فرمایا کہ ہرگز مفسدِ صوم نہیں، بالجملہ اصول و فروعِ شرعیہ پر نظر ظاہر اسی طرف منجر کہ اسباب علی الاطلاق ساقط النظر، ولہذا جس طرح رمضان مبارک میں نہانا[1]، دریا[2] میں جانا حرام نہ ہُوا حالانکہ اس کے سبب کان میں پانی بھی چلا جاتا ہے۔ دن[3] کو کھانا پکانا اور کاموں[4] کے لیے آگ جلانا حرام نہ ہُوا، مسلمان نانبائیوں[5]، حلوائیوں[6]، لوہاروں[7]، سُناروں[8] وغیرہم کی دُکانیں قطعاً معطل کر دینا واجب نہ ہوا حالانکہ ان میں دُھوئیں سے ملابست ہے۔ جزاروں[9]، قصابوں[10]، شکر سازوں[11]، حلوافروشوں کا بازار ہڑتال کر دینا لازم نہ ہوا کہ کثرتِ مگس کا موجب ہے۔ دن کو چکی پیسنا[12]، غلہ پھٹکنا[13]، باہر نکلنا[14] گلیوں میں چلنا حرام نہ ہوا۔ حالانکہ وہ غالباً غبار سے خالی نہیں ہوتیں۔ یونہی دن[15] کو مساجد بلکہ گھروں میں بھی جھاڑو دینا خصوصاً صدرِ اوّل میں کہ فرش کچے ہوتے تھے۔ عطاروں[16] کا دوائیں کُوٹنا، مزارعوں[17] کا غلہ ہوا پر اڑا کر صاف کرنا۔ معماروں[18] کا مٹی کی دیوار گرانا۔ مسافروں[19] کا خوب چلتی ہوئی ریگستان میں سفر کرنا۔ فوجِ[20] صائمین کا گھوڑوں پر سوار نرم زمینوں سے گزرنا کہ غالباً دخول غبار کے اسباب ہیں ان کی حرمت بھی کہیں مذکور نہیں بلکہ فوجی مجاہدوں کا روزہ احادیث سے ثابت، اور بے ضرورت کُلی کا جواز تو صراحۃً منصوص، بہرحال اس قدر تو قطعی یقینی کہ اسباب غیر غالبہ کلیۃً نا ملحوظ، ولہذا علمائے کرام نے بخور کے سبب فساد صوم ہونے کی یہی تصویر فرمائی کہ اگر دان پر محتوی ہو جائے یعنی ایسا جھک جائے کہ گویا وُہ اس کے جسم کے اندر اور اس کا بدن اُس پر مشتمل ہے اور شرنبلالیہ و امداد و مراقی وطحطاوی و شامی و مجمع الانہر میں تو اس پر بھی قناعت نہ فرمائی کہ قاواہ الی نفسہ[1] بخوردان کو اپنے بدن کے متصل کرلیا بلکہ صراحۃً اس پر زیادت کی واشتم دخانہ[2] قریب کرکے اس کا دُھواں اُوپر کو سُونگھا، یہ خاص قصد ادخال اور اس کا مفطر ہونا بے مقال اور صورتِ سوال پر حکمِ افطار باطل خیال ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق والحمد للہ رب العالمین

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان مالا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱

[2] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱/ ۲۰۲

(تحقیق کا حق یہی تھا اللہ سبحانہ، ہی توفیق کا مالک ہے والحمد للہ رب العالمین ۔ ت) اور اس پر ایجاب کفارہ تو صریح بہتان۔ کفارہ کے لیے جنایتِ کاملہ چاہئے اور بے قصد و بے ارادہ کون سی جنایت کاملہ ہو سکتی ہے، اگر بفرضِ غلط اس صورت میں روزہ جانا بھی ٹھہرالیتے تو کیا شرع سے کوئی اس کی نظیر بتا سکتا ہے کہ بلا قصد جو افطار واقع ہو اس میں حکمِ کفارہ دیا گیا ہو، بھلا یہ تو بلا ارادہ حلق یا دماغ میں دُھواں جاتا ہے، بلا تعمّد جماع بھی تو موجبِ کفارہ نہیں جو اکبر و اشنع مفطرات ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

ان جامع فی رمضان اداءً او اکل او شرب عمداً قضی وکفر[1]

اگر ادائے رمضان میں عمداً جماع کیا یا کھا پی لیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (ت)

درمختار میں ہے: عمداً راجع للکل[2] (قصداً کی قید ہر ایک سے متعلق ہے۔ ت)

ردالمحتار میں ہے:

المراد تعمد الافطار والناسی وان تعمد استعمال المفطر لم یتعمد الافطار[3]

یہاں ارادۂ افطار مراد ہے، بھول جانے والا اگرچہ کھانے پینے کا قصد تو کرتا ہے مگر اس کا افطار کا ارادہ نہیں ہوتا۔ (ت)

یہ مسئلہ بدیہیاتِ فقہیہ سے ہے حاجتِ ایضاح سے غنی

قلت وانما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام حرصا علی احکام الاحکام وادغام الاوھام احتراسا ان لایعثر عاثر حین یعثر علی بحث للعلامۃ الشرنبلالی فی ھذا المرام حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی فی غنیۃ ذوی الاحکام قولہ او دخل حلقہ غبار او اثر طعم الادویۃ فیہ لانہ لایمکن الاحتراز منہا اھ لدخولہ من الانف اذا اطبق الفم کما فی الفتح قلت فھذا یفید

قلت ہم نے اس مقام پر اتنی طویل گفتگو اس لیے کی ہے تاکہ احکام میں استحکام اور اوہام کا ازالہ ہو اور اگر آپ علامہ شرنبلالی کی بحث پر مطلع ہو تو وہاں ہر کسی کے اعتراض سے محفوظ ہو جائیں انھوں (رحمہ اللہ تعالٰی) نے غنیہ ذوی الاحکام میں فرمایا قولہ یا روزہ دار کے حلق میں غبار یا ادویات کا ذائقہ داخل ہو جائے کیونکہ اس سے احتراز ممکن نہیں اھ کیونکہ اگر منہ بند بھی ہو تو ناک کے ذریعے دخول ہو جائیگا' جیسا کہ فتح القدیر میں ہے، قلت یہ عبارت بتارہی ہے

---

[1] تنویر الابصار متن درمختار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مجتبائی دہلی ۱/۱۵۱
[2] درمختار " " " ۱/۱۵۱
[3] ردالمحتار " مایفسد الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۱۸

انه اذا وجد بدا من تعاطی ما یدخل غبارہ فی حلقه افسد لوفعل[1] اھ وقال السیّد الطحطاوی فی حاشیۃ علی المراقی وعلی الدر واللفظ للاولی قوله اودخل حلقه غبار الخ به عرف حکم من صناعته الغربلة اوالاشیاء التی یلزمها الغبار وهو عدم الصوم وفی سکب الانهر عن المؤلف ولو وجد بدا من تعاطی ما یدخل الخ ویدل علیه التعلیل بعدم امکان التحرز[1] اھ وقال السید الشامی فی ردالمحتار قوله لعدم امکان التحرز عنه هذا یفید انه اذا وجد بدا من تعاطی الخ شرنبلالیه[2] اھ ملخصاً فیظن ان ما نحن فیه من باب تعاطی سبب ممکن التحرز عنه، وحقیقة الامر ان العلامة الباحث رحمه الله تعالٰی لاینکران مدار الاحکام ھٰھنا علی التفرقة بین الدخول والادخال فحسب اما سمعت الی ما مرمن قوله فی متنه لایفسد الصوم

اگر ایسے کام میں مشغولیت سے چارہ ہو جس سے غبار حلق میں داخل ہوجاتی ہے تو اب اگر عمل کیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا اھ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی اور حاشیہ در میں کہا ہے اور یہ عبارت پہلی کتاب کی ہے قولہ یا غبار روزہ دار کے حلق میں داخل ہوگئی الخ اس سے ان لوگوں کا حکم معلوم ہوگیا جو گیہوں چھانتے یا ایسے کام کرتے ہیں جن کے ساتھ غبار لازمی ہے اور وہ ہے روزہ کا نہ ہونا، سکب الانہر میں مؤلف سے ہے اگر ایسے کام سے بچنے کا چارہ ہو جس سے دخولِ غبار ہوتا ہے اب اگر ایسا عمل کیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دلیل یہ علت ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اھ سید شامی نے ردالمحتار میں فرمایا قولہ "اس سے بچنا ممکن نہیں" یہ واضح کررہا ہے کہ اگر بچنا ممکن ہو تو الخ شرنبلالیہ اھ تو اس سے گمان کرلیا گیا ہے کہ زیرِ بحث مسئلہ ان میں سے ہے یہاں غبار والے سبب میں مشغول ہونے سے بچنا ممکن ہے اور حقیقتِ امر یہ ہے کہ علّامہ رحمہ اللہ تعالٰی اس بات کے منکر نہیں کہ احکام کا مدار یہاں فقط دخول اور ادخال کے فرق پر ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ متن کے حوالے سے پیچھے گزرا کہ روزہ اس صورت میں فاسد نہ ہوگا

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الفساد احمد کامل الکائنۃ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

[2] طحطاوی علٰی مراقی الفلاح باب بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

[3] ردالمحتار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۶

ولو دخل حلقه دخان بلا صنعه[1] وشرحيه
له وحاشيته على الدرر من قوله فيما
ذكرنا اشارة الى انه من ادخل
بصنعه فسد صومه[2] وقوله لامكان
التحرز عن ادخال المفطر[3] ولذا
لما اتى العلامة المدقق العلائي
في الدر على تلخيص كلام
الشرنبلالي لم يلخص الا حرفا واحدا
وهو التفرقة بالدخول والادخال كما
اسمعناك نصه وانما مطمح نظره و
ملمح بصره رحمه الله تعالى ما القينا
عليك ان السبب اذا كان مفضيا و لابد
كان قصده قصد المسبب فكان من باب
الادخال بصنعه، وانما يستقيم ان استقام
فيما يفضي قطعا او ظنا غالبا و من
الدليل عليه نوطه في الكتب الثلثة
حكم الفساد بمجرد تعاطي تلك الاسباب
حيث قال "افسد لو فعل" ولم يقل "لو
فعل ودخل" فانما ينظر الى ان فعله يوجب
الدخول فاجتزأ بذكره عنه والا فلا
يتوهم عاقل فضلا عن فاضل
فضلا عن مثل هذا الفاضل ان

جب دھواں حلق میں بلا قصد وعمل داخل ہوا، اس کی
دونوں شروحات اور حاشیہ درر کے حوالے سے یہ قول
بھی گزر چکا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ
روزہ دار نے اگر خود دھوئیں کو داخل کیا تو روزہ ٹوٹ
جائے گا، قولہ کیونکہ اس صورت میں روزہ توڑنے
والی اشیاء کے ادخال سے احتراز ممکن ہے اس
لیے در میں علامہ مدقق علائی نے شرنبلالی کے کلام کی
تلخیص کرتے ہوئے صرف ایک حرف کی تلخیص کی ہے
اور وہ دخول اور ادخال میں فرق ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے
ان کے الفاظ آپ کے سامنے رکھے، جو ہم نے بیان کیا
اس سے علامہ رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمح نظر یہ ہے کہ سبب
اگر لازمی طور پر مفضی ہے تو اس سبب کا
قصد مسبب کا ہی قصد ہوگا تو یہ ادخال بالقصد کے
باب سے ہوگا، اگر یہ درست ہے تو یہ صرف وہاں ہی
ہوگا جہاں سبب قطعی یا ظن غالب کے طور پر مفضی ہوگا
اس پر دلیل یہ ہے کہ تینوں کتب میں حکم فساد کا مدار
محض ان اسباب میں مشغول ہونے کو قرار دیا ہے، ان
کے الفاظ یہ ہیں "اگر اس نے ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ
جائے گا" یہ نہیں کہا "اگر کیا اور داخل ہوگیا"، کیونکہ
ان کی نظر اس پر تھی کہ ایسے اسباب کا کرنا ہی دخول کا
موجب ہے لہذا اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ورنہ کوئی
عاقل چہ جائیکہ ایسا فاضل یہ بات کہے کہ محض ان کاموں

---

[1] نور الایضاح باب ما یفسد الصوم مطبع علیمی لاہور ص ۶۴
[2] مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان ما لا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱
[3] غنیہ ذوی الاحکام مع حاشیہ درر باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادۃ مصر ۱/۲۰۲

مجرد تعاطی تلك الافعال یفسد الصوم و ان لم یدخل شئ ثم هو رحمه الله تعالیٰ دار یقیناً ان الکینونة فی بیت فیه بخور لیس سببا غالبا لدخول الدخان ولذا علق الفساد فی کتبه الثلثة بایوائه الی نفسه بل ولم یقنع به حتی زاد واشتم دخانه فقد وضح اتضاح الشمس فی رابعة النهار ان لامساس بمسألتنا لما بحث العلامة الفاضل هنا۔

ثم اقول وبه ظهر ولله الحمد انه لایرد علی بحثه ماقدمنا من مسائل الطبخ والذوق والاغتسال وخوض الماء والطحن والسف ودخول الطرقات وامثالها فهذا غایة ماوصل الیه ذهنی القاصر فی تصحیح بحثه لکن یرد علیه من المنصوصات مسألة المضمضة ورودا لامرد له فانها سبب اغلبی بل کلی لدخول البلل ولم یکن تعاطیها ولو بلا ضرورة بل بلاحاجة لیفسد الصوم بالاجماع وان قیل فی النوادر بکراهتها ولعل مجیبا یجیب بان لیس الحامل فیه علی الحکم بعدم الفطر مجرد امتناع التحرز بل وشئ اخر و هو کونه قلیلا تابعا للریق کما قالوا فی لحم بین اسنانه قال فی الهدایة لو

میں مشغول ہونا روزہ توڑ دیتا ہے اگرچہ کوئی شئی داخل نہ ہوئی ہو، پھر علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی یقیناً جانتے ہیں کہ جس گھر میں بخور ہو وہاں موجود ہونا دھوئیں کے دخول کا سبب غالب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تینوں کتب میں یہ قید لگائی ہے کہ اسے اپنے قریب کرے بلکہ اس پر بھی اکتفا نہ کیا حتی کہ یہ زائد کیا کہ اس کا دھواں سونگھے اب تو روشن دن کی طرح واضح ہوگیا کہ علامہ فاضل نے جو یہاں کہا ہے اس کا تعلق ہمارے زیر بحث مسئلہ سے نہیں ہے۔

ثم اقول بحمد اللہ اس سے واضح ہوگیا کہ جو ہم نے پیچھے مسائل بیان کئے مثلاً کھانا پکانا، چکھنا، غسل کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، چکی پیسنا، غلہ پھٹکنا اور گلیوں میں چلنا وغیرہ، یہ سب علامہ کی بحث کا رد نہیں کرتے۔ علامہ کی بحث کی تصحیح میں بندہ کا ذہن قاصر اسی انتہائی مقام پر پہنچا ہے لیکن اس پر منصوصات میں سے مسئلہ کلی کرنا ایسا وارد ہوتا ہے جس کا جواب نہیں کیونکہ وہاں تری کا دخول سبب اغلب ہی نہیں بلکہ کلی سبب ہے اور روزہ دار کا اس میں مشغول ہونا اگرچہ بلا ضرورت بلکہ بلا حاجت ہو حالانکہ اس صورت میں روزہ بالاتفاق نہیں ٹوٹتا، اگر یہ کہا جائے کہ نوادر میں ہے کہ اس میں کراہت تو ہے تو شاید جواب دینے والا یہ کہے کہ کلی میں عدم فطر کے حکم کا باعث محض احتراز کا امتناع ہی نہیں بلکہ ایک اور شئی بھی ہے اور وہ اس کا قلیل اور تھوک کے تابع ہونا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس گوشت کے بارے میں کہا ہے جو

اکل لحما بین اسنانه فان کان قلیلا لم یفطر لان القلیل تابع لاسنانه بمنزلة ریقه، بخلاف الکثیر لانه لایبقی فیما بین الاسنان والفاصل مقدار الحمصة ومادونها قلیل اھ[1]

اقول ولایجدی فان عدم الافطار ھٰھنا ایضا انما ھو معلل بعدم امکان التحرز، فرجع الامر الی ماوقع، قال فی الفتح وانما اعتبر تابعا لانه لایمکن الامتناع عن بقاء اثر ما من الماکل حوالی الاسنان وان قل ثم یجری مع الریق التابع من محله الی الحلق فامتنع تعلیق الافطار بعینه فیعلق بالکثیر وھو مایفسد الصلٰوۃ لانه اعتبر کثیرا فی فصل الصلوۃ ومن المشائخ من جعل الفاصل کون ذٰلک ممایحتاج فی ابتلاعه الی الاستعانة بالریق اولا الاول قلیل والثانی کثیر و ھو حسن لان المانع من الحکم بالافطار بعد تحقق الوصول کونه لایسھل الاحتراز عنه وذٰلک فیما

دانتوں میں پھنس جاتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کسی نے دانتوں کے درمیان پھنسا ہوا گوشت کھالیا اگر وہ تھوڑا تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قلیل دانتوں کے تابع ہونے کی وجہ سے بمنزل تھوک ہوگا بخلاف کثیر کے، کیونکہ وہ دانتوں کے درمیان باقی نہیں رہ سکتا اور قلیل وکثیر میں فرق یوں ہے کہ اگر چنے کی مقدار ہو تو کثیر اور اس سے کم ہو تو قلیل اھ۔

اقول یہاں یہ بات بھی مفید نہیں کیونکہ روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہی بیان کی گئی کہ تری سے بچنا ممکن نہیں تو معاملہ پھر اسی طرف لوٹ آیا جہاں تھا، فتح میں ہے تابع اس لیے قرار دیا کہ کھانے کے بعد دانتوں کے ارد گرد پر اثر کا باقی نہ رہنا ناممکن ہے اگرچہ وہ اثر بہت قلیل ہو پھر وہ تھوک کے ساتھ اپنی جگہ سے حلق کی طرف چلا جاتا ہے تو اب روزہ ٹوٹ جانے کو بعینہٖ اس اثر کے ساتھ متعلق کرنا ممکن نہ رہا، ہاں کثیر سے متعلق ہوگا اور وہ اتنی مقدار ہے جو نماز کو فاسد کردے کیونکہ اسے نماز کے معاملہ میں کثیر اعتبار کیا گیا ہے، مشائخ میں سے بعض نے قلیل وکثیر میں یوں فرق کیا کہ اس شیئ کو نگلنے کے لیے تھوک کی مدد کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر مدد درکار ہے تو قلیل ورنہ کثیر، اور یہ بہت خوب فرق ہے کیونکہ جوف میں وصول کے بعد روزہ نہ ٹوٹنے کے حکم میں مانع صرف یہ ہے کہ اس سے احتراز آسان نہ تھا اور یہ بات اس میں

---

[1] الہدایۃ باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۹۸

يجرى بنفسه مع الريق الى الجوف لافيما
يتعمد فى ادخاله لانه غير مضطر فيه[1] اھ
وقد نقل كلامه العلامة الشرنبلالى
نفسه فى المراقى تصريحا و فى الغنية
تلويحا مقرا عليه ، وهذا ايضا بحمد
الله تعالٰى مشيد اركان ما نحونا اليه
من ان المناط هو الفرق بالدخول والادخال
لاغير وان لا نظر فى الدخول الى كون
سببه مما يستهل التحرز عنه ،
الا ترى ان الانسان غير مضطر الى
اكل ما يبقى شئ منه فى اسنانه
كاللحم و امثاله بل يمكن الاجتزاء بمثل
اللبن ثم ان سلم له ان تعاطى الاسباب
الغالبة من باب الادخال المفطر لوجب
ان يكون مفطرا مطلقا وان احتاج
اليها كما قدمنا بحقيقته فليس من
لم يكن عنده ما يغنيه يومه ولم يقدر على
الاكتساب الا بحرفة غربلة و هرس
وخبز وطبخ و نحوها مما يدخل
فيه الغبار والدخان باجل ضرورة
واقل حيلة من مريض
او نائم او مكره او ذى مخمصة
فاذا لم يستحق اولئك اسقاط

جاری ہوسکتی ہے جو تھوک کے ساتھ جوف میں جائے ،
لیکن اس میں جاری نہیں ہوسکتی جس کا ادخال عمداً
ہو کیونکہ اس میں روزہ دار مجبور نہیں اھ علامہ شرنبلالی
نے یہ کلام مراقی میں تصریحاً اور غنیہ میں اختصار کے
ساتھ اسے ثابت رکھتے ہوئے نقل کیا ہے،
بحمد اللہ یہ بھی ہماری اس گفتگو کی بنیادوں کو مستحکم
کرتا ہے کہ فرق کا مدار دخول اور ادخال پر ہے، اس
کے علاوہ کوئی فرق نہیں اور دخول میں اس طرف
نظر کرنا بھی مناسب نہیں کہ اس کا سبب ہونا ایسا
تھا جس سے بچنا آسان تھا ، کیا آپ ملاحظہ نہیں
کرتے کہ دانتوں میں جو بچ جاتا ہے مثلاً گوشت وغیرہ
تو انسان اس کے کھانے پر مجبور نہیں بلکہ انسان کا
اس سے محفوظ رہنا ممکن بھی ہے ، مثلاً دودھ وغیرہ
کے ذریعے ، پھر اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایسے اسباب
میں مشغول ہونا جن سے غالباً دخولِ غبار ہوجاتا ہے
اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے ، تو ضروری ہوگا کہ یہ ہر حال
میں روزہ ٹوٹنے کا سبب بنے اگرچہ آدمی ان کا محتاج
ہو ، جیسا کہ ہم پیچھے اس کی حقیقت بیان کر آئے ،
تو وہ شخص جس کے پاس دن گزارنے کے لیے کوئی چیز
نہ ہو اور وہ آٹا چھاننے ، گھوڑا دوڑانے ، روٹی کھانے
اور پکانے وغیرہ جو دخولِ غبار کا سبب ہیں ان کے
علاوہ کسی کاروبار پر قادر بھی نہ ہو تو ایسا شخص مریض،
سونے والے ، مکرہ اور صاحبِ اضطرار سے ضرورت

---

[1] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ٢/٥٩-٢٥٨

حکم الفطر فانّٰی یستحقه من هو دونهم وقد جری هو بنفسه فی متنه علی تعمیم الغبار غبار الطاحونة فالاوفق الاحری فق الالصق بالاصول بالقبول عندی هو الاطلاق الذی جرت علیه المتون و الشروح والفتاوی قاطبة الی اواسط القرن الحادی عشر حتی جاء العلامة الشرنبلالی فنظر مانظر ولقد احسن واجاد فی کتبه الثلثة اذ علق الفساد بالبخور علی اشتمام الدخان والعلم بالحق عند الملك المنّان۔

میں زیادہ اور حیلہ میں کم نہیں ہوتا، توجب مذکورہ لوگ اسقاط حکم افطار کے مستحق نہیں تو جو ان سے کم درجہ کا معذور ہے وہ اسقاط کا کیسے مستحق ہوگا، علامہ نے خود متن میں عام غبار کا اعتبار کیا ہے جیسے چکّی کی غبار، تو اصول کے زیادہ موافق و مناسب ہوگی اور قبول کے زیادہ لائق۔ میرے نزدیک وہ اطلاق ہے جس پر گیارھویں صدی کے وسط تک تمام متون و شروحات اور فتاوٰی کی نقل جاری رہی حتی کہ علّامہ شرنبلالی کا دور آیا تو اُنھوں نے اس پر غور و فکر کیا جو اُن کی شان کے لائق تھا، اُنھوں نے اپنی تینوں کُتب میں یہ لکھ کر بہت ہی خُوب کیا کہ بخور کا دُھواں قصداً سُونگھنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ حق کا علم مالک اور احسان فرمانے والے اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔ (ت)

الحمد للہ یہ جواب عجاب، کاشف صواب، و رافع حجاب اوائل ذی القعدۃ الحرام کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "الاعلام بحال البخور فی الصیام" نام ہوا، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبه و بارك وسلم، واللہ سبحانه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔